نظرات

فلسطینی عربوں پر وحشیانہ مظالم

ذرّہ ذرّہ ہے دہکتے ہوئے لاوے کا نقیب
شعلہ زن فتنۂ محشر ہے خدا خیر کرے

جیساکہ آپ کو اخبارات ریڈیو وغیرہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ برسہا برس سے اسرائیلی ظالم سرکار فلسطینی عربوں پر ظلم وستم اور جبر و قہر کے پہاڑ توڑ رہی ہے معصوم بچوں، عورتوں، نوجوان مردوں اور بوڑھے اور ضعیف لوگوں کو گولیوں، خنجروں، لاٹھیوں اور سنگینوں سے زخمی اور ہلاک کیا جارہا ہے، ان کو بلا وجہ جیلوں میں ٹھونسا جاتا ہے جہاں ان پر انتہائی غیرانسانی مظالم ڈھائے جاتے ہیں اور ان کے ہاتھ پیر توڑے جارہے ہیں، ان مظالم کی رپوٹیں امریکہ، برطانیہ اور خود اسرائیلی اخبارات میں بھی شائع ہورہی ہیں۔ ہندوستان اور دوسرے بہت سے ملکوں کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن ان دردناک مظالم کو نشر کررہے ہیں۔ جن کو سُن کر اور ٹی وی پر دیکھ کر کروڑوں انسانوں کے دلوں میں درد اور کسک پیدا ہورہی ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر دنیا کے اخبارات، سیاسی رہنما اور مفکرین مجبور ہیں۔ کہ بے پناہ مظالم کے مقابلہ پر فلسطین میں رہنے والا ہر عرب مرد، ہر عورت، ہر بچہ اور بوڑھا عزم واستقلال، پامردی اور جوش وجذبہ کا ایک کوہ گراں بن گیا ہے۔ اور ان مظالم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر کسی صورت آمادہ نہیں ہے۔

تاریخ ان جیالے بہادر نڈر اور سرفروش لوگوں کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہے قوموں کے عروج وزوال کے الٰہی فلسفہ اور خدائی قانونِ عدل

وانصاف کی روشنی میں یہ امید کی جاسکتی ہے کہ بے گناہ انسانوں پر ڈھائے جانے والے یہ شرمناک مظالم بہت جلد ایک ایسے انقلاب کو جنم دینے کا موجب بنیں گے جو خوفناک آگ کی شکل میں نمودار ہوگا کہ اس کے شعلوں کی لپیٹ سے یہ ظالم و جابر یہودی اور اس کے بے رحم حمایتی کسی صورت محفوظ نہ رہ سکیں گے ہاں۔ ؟ اک ایسا انقلاب" جو خاک و خوں میں ملا دے ستم کی تعبیریں"۔

ہمیں اس پر کوئی حیرت نہیں ہونی چاہیئے کہ ان غیر انسانی مظالم پر امن عالم کے ٹھیکیدار چپ ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جمہوریت کے دعویداروں کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ انسانی حقوق کے پاسبان خاموش ہیں، تہذیب و شرافت انگشت بدنداں اور عدل و انصاف سربگریباں ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اس نام نہاد دور ترقی اور عہد عروج و ارتقاء میں وحشت و بربریت کا یہ ننگا ناچ کیوں ناچا جا رہا ہے اور وہ بڑی طاقتیں جو دنیا کے سیاہ و سفید کی مالک بنی ہوئی ہیں اسرائیل سے کیوں نہیں پوچھتیں کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ ہٹلر اور نازیوں کے مظالم کا انتقام بے قصور عربوں سے کیوں لے رہا ہے۔ ؟ کون ہے جو آتش و آہن کے اس سلسلہ کو بند کرا سکے۔ ؟ کہاں ہے اقوام متحدہ، کہاں گیا اس کا حقوق انسانی کا منشور ؟ فلسطینی معصوم بچوں کی تڑپتی لاشیں، عورتوں کی دل ہلا دینے والی چیخیں اور نوجوانوں اور بوڑھوں کی وہ مظلوم آنکھیں جو بڑی حیرت سے ساری دنیا کی طرف، سارے انصاف پسند انسانیت دوست لوگوں کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھ رہی ہیں اور ان کی نمناک آنکھیں ان کے درد سے لبریز دل ان کے زخمی احساسات سوال کرتے ہیں۔ آخر ان کو ایک باعزت شہری کی حیثیت سے زندہ رہنے کا حق خدا کی اس زمین پر کیوں نہیں ہے جہاں اُن کے آباء و اجداد پیدا ہوئے جہاں اُن کے گھر، ان کے کھیت اور ان کے کھلیان اور ان کے ایمان و یقین کے مرکز موجود ہیں۔ آخر ان کو آزادی اور حق

خود اختیاری سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے اور اس حق کے طلب کرنے پر ان کو گولیوں سے کیوں بھونا جا رہا ہے۔ ؟؟؟

اسرائیل اور امریکہ کے دو معروف اخبارات ــــ یروشلم پوسٹ اور واشنگٹن پوسٹ" ــــ کے نمائندوں نے جو رپورٹیں اپنے اخباروں میں بھیجی ہیں ان میں گذشتہ مہینوں کے دوران پیش آنے والے واقعات کی جو تفصیلات شائع ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ایک طرف عربوں پر انسانیت سوز اسرائی مظالم کا دردناک سلسلہ ہے اور دوسری طرف ان وحشیانہ مظالم نے یہودیوں کے ایک طبقہ کے "پتھریلے دلوں" میں درد کا تھوڑا بہت احساس پیدا کردیا ہے، چنانچہ مشہور یہودی تنظیم ــ Peacenaw ــــ کی عملی سرگرمیاں بھی منظر عام پر آئی ہیں۔ یروشلم پوسٹ اور بعض مغربی اخبارات اور نیوز ایجنسی کی خبروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا تنظیم کی طرف سے گذشتہ ماہ ایک بہت بڑا جلسۂ عام کیا گیا جس میں پچاس ہزار لوگ شریک ہوئے، یروشلم پوسٹ کے نمائندہ کی رپورٹ کے مطابق مقررین کے پرجوش لہجے اور حاضرین کی گہری دلچسپی کو دیکھ کر صاف پتہ چل رہا تھا کہ عربوں کے جگر چھلنی کرنے والی ظالم اسرائیلی حکومت کی ناک کے نیچے اس کے سیاہ کارناموں پر نفرت اور ناراضگی غصے اور ملامت کا اظہار کرنے کے لیے ایک قابل ذکر گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جلسہ کی یہ خصوصیت بھی اہم اور قابل ذکر ہے کہ فلسطینی عرب باشندے بڑی تعداد میں پی ایل او کے جھنڈے اٹھائے ہوئے اس میں شریک تھے جلسہ کے مقررین نے فلسطینی عربوں پر کیے جانے والے مظالم کے خلاف پرزور احتجاج کیا اور حکومت اسرائیل کی ظالمانہ پالیسیوں کو خود یہودیوں کے لیے تباہ کن قرار دیا۔ ایک مقرر نے نہایت پرجوش لہجہ اور پرزور الفاظ میں کہا کہ

"ہم یہاں یہ سوال کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں کہ ہم نے ۱۹۸۲ء میں لبنان پر حملہ کیا تو اس سے ہمیں کیا ملا اور اب جو فلسطینیوں کے ہاتھ پیر توڑے جا رہے ہیں تو اس سے ہمیں کیا ملے گا"

اس جلسہ میں ایک نوجی جوان بڑے پُرجوش انداز میں مائک پر آیا اور پرزور طریقہ پر بولتے ہوئے جب اس نے یہ الفاظ کہے۔ تو لوگ سناٹے میں آگئے کہ۔

"ہم لبنان میں گئے تو ہمیں وہاں گولیوں سے اپنے جسموں کے چھلنی ہونے کا خطرہ تھا لیکن غزہ کی پٹی اور مغربی اردن میں جو کچھ کیا جا رہا ہے اس سے ہماری روحوں کے جھلس جانے کا اندیشہ ہے"

اسرائیلی پارلیمنٹ کے بعض ممبران نے بھی ان مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہودیوں میں دانشوروں کا ایک ایسا طبقہ بھی پیدا ہو چکا ہے جو ان مظالم کے خلاف ہے اور ان کو ناپسند کرتا ہے۔ مگر اسرائیلی حکومت اور اس کے بدبخت وزیر اپنی روایتی سیاہ قلبی تاریک ضمیری اور تنگ ذہنی کی وجہ سے ہواؤں کے اس رُخ کو پہچاننے اور حالات کے ان تیوروں، وقت کے تقاضوں اور لیل و نہار کی ان گردشوں کے ہجوم میں سے ابھرتی ہوئی لکیروں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کر پا رہے ہیں۔

خدا کرے کہ حالات کے کڑوے کسیلے گھونٹ ہمارے عرب بھائیوں اور تمام اسلامی حکومتوں کے سربراہوں کو اپنے اختلافات کی بساط سمیٹ لینے اور متحد ہو کر عملی اقدامات کرنے پر تیار و آمادہ کر سکیں اگرچہ کہ ان کی موجودہ حالت، بے حسی اور آپسی رسہ کشی اور غفلت و مدہوشی سے تو یہ المناک د نا سف انگیز احساس ہوتا ہے کہ ؎

یہ نشہ وہ نہیں جسے ترشی اتار دے